احرار اور اعتدال کی راہ

زندگی کے دشوار گزار سفر سے گھبرائے، اکتائے ہوئے انسانوں کے مختلف گروہ حیران ہو کر دنیا کی بلندی و پستی کو دیکھتے ہیں۔ انسانیت کی رہنمائی کے مختلف مدعیوں میں سے ہم اس گروہ میں ہونے پر فخر کرتے ہیں جس نے آخری مدعی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اکمل و برتر سمجھ کر پسند کرلیا ہے۔ ہم اسلام کے اصولوں کو اعتدال اور عمل کی راہ سمجھتے ہیں۔ بنا بریں سیاسیات میں ہم اعتدال کے دامن کو کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑتے، احرار اس یقین پر قائم ہیں کہ نیکی بغیر قوت کے زندہ نہیں رہ سکتی۔ مذہب صرف اس کا زندہ ہے جس کی سیاست زندہ ہے۔ اگرچہ بعض تبلیغی اور اصلاحی امور سے بھی احرار سے متعلق ہیں تاہم سیاسی قوت حاصل کرنا ہمارا نصب العین ہے۔ اس کے بغیر ہر اصلاحی تحریک تضیع اوقات ہے۔

کپلنگ کا وہ رسوائے عام تخیل کہ "مشرق مشرق ہے اور مغرب مغرب، اور ان میں ملاپ ممکن نہیں" افسوس! کہ علی گڑھ اور دیوبند کی علمی تحریکات نے سچ کر دکھایا ہے۔ علمائے دین اور انگریزی خواں طبقے میں دیر سے کشاکش جاری ہے، اب یہ آویزش مذہب اور سیاست کا معرکہ بن گئی ہے۔ صرف مجلس احرار اسلام کا وجود اس امر کا شاہد عدل ہے کہ اسلام میں مذہب اور سیاست جدا جدا نہیں۔ بلاخوف تردید یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہندوستان بھر میں صرف یہی ایک جماعت ہے جہاں مشرق و مغرب کے علوم سے واقف لوگ بغیر ایک دوسرے پر فوقیت جتائے خدمت اسلام کیلئے وقف ہیں۔

اس جماعت میں تاریک خیال ملا اور مادر پدر آزاد گریجویٹوں کی گنجائش نہیں۔ ہم ٹھیک اسلام کی منشاء کے مطابق اعتدال کی راہ پر جا رہے ہیں، ہم اسلام کو اپنی زندگی کی بنیاد قرار دے کر ہر علم سے استفادہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ بے شک ہماری جماعت میں بعض اوقات علی گڑھ کا علم دیوبند کی فضیلت سے ٹکراتا ہے۔ مگر اس سے کوئی طوفان نہیں اٹھتا بلکہ جماعتی زندگی میں اس پرسکون سطح پر اس تصادم سے نرم رو موجیں پیدا ہوتی ہیں۔ جس سے لطف نظر اور ذوقِ تماشا زیادہ ہوجاتا ہے۔

مفکرِ احرار

چودھری افضل حق

خطبۂ صدارت، آل انڈیا مجلس احرار پولیٹیکل کانفرنس پشاور۔ ۷، ۸، ۹ اپریل ۱۹۳۹ء